شبِ معراج منانا اور رجب کی دیگر بدعات

سماحۃ الشیخ علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (رحمۃ اللہ علیہ)

(سابق مفتیٔ اعظم، سعودی عرب)

مترجم

طارق علی بروہی

سوال: بعض لوگ ماہ رجب کو بعض عبادات کے لئے خاص کرتے ہیں جیسے صلاۃ الرغائب، اور ۲۷ویں شب کو شب بیداری (شبِ معراج)، پس کیا ان کی شریعت میں کوئی بنیاد واصل ہے؟ جزاکم اللہ خیراً

جواب: رجب کو صلاۃ الرغائب ادا کرنے کے لئے اور ۲۷ شب کو لیلۃ الاسراء اور شب معراج سمجھتے ہوئے شب بیداری کرنا بدعت ہے جائز نہیں، اور شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، اس بارے میں بہت سے محققین علماء کرام نے تنبیہ فرمائی ہے۔ ہم نے بھی کئی بار اس بارے میں لکھا ہے اور لوگوں پر یہ واضح کیا ہے کہ صلاۃ الرغائب بدعت ہے جو کہ بعض لوگ رجب کی پہلی شبِ جمعہ کو ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح سے ۲۷ویں شب کو یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ یہ لیلۃ الاسراء اور شب معراج ہے مناتے ہیں، یہ سب بدعات ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ شبِ معراج کی رات کا تعین ہی ثابت نہیں اور اگر بالفرض معلوم بھی ہو جائے تو اسے منانا جائز نہیں؛ کیونکہ نبی کریم (ﷺ) نے اسے نہیں منایا اور نہ ہی خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے۔ پس "لو كان ذلك سنة لسبقونا إليها" (اگر یہ سنت ہوتی تو وہ اس پر عمل پیرا ہونے میں ہم پر سبقت لے جاتے) اور ساری کی ساری خیر و بھلائی ان کی اتباع کرنے اور ان کے منہج کی پیروی کرنے میں ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

(التوبۃ: ۱۰۰)

(اور جو مہاجرین اور انصار سابقین اولین میں سے ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ تعالی ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ تعالی نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے)

رسول اللہ (ﷺ) سے صحیح طور پر یہ ثابت ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (متفق علیہ) (جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہے) اور فرمایا: "من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد" (جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر

ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے) اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا۔ یہاں ''فھو رد'' (وہ مردود ہے) کا معنی ہے ''مردود علی صاحبه'' (اس عمل کرنے والے سے قبول نہیں کیا جائے گا یا منہ پر مار دیا جائے گا)اسی طرح رسول اللہ (ﷺ) اپنے خطبات میں فرمایا کرتے تھے کہ: ''أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد -صلى الله عليه وسلم- وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة'' [1] (بہترین بات کتاب اللہ ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے، اور بدترین امور وہ ہیں جو دین میں نوایجاد یافتہ (بدعت) ہوں،اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ سنت کی اتباع کرے اور اس پر استقامت کا مظاہرہ کرے، ساتھ ہی اس کی دوسروں کو وصیت کرے اور ہر قسم کی بدعات سے خبردار کرے اللہ تعالی کے اس قول کو عملی جامہ پہناتے ہوئے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ (المائدۃ: ٢)

(اور نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو)

اور اللہ تعالی کا یہ فرمان:

﴿وَالْعَصْرِ * إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ * إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (سورۃ العصر)

(قسم ہے زمانے کی، بیشک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، اور حق بات کی وصیت، اور صبر کی تلقین کرتے رہے)

[1] أخرجه مسلم في (الجمعة) برقم (١٣٣٥)

اور رسول اللہ (صلى الله عليه وآله وسلم) کا یہ فرمان: ”«الدين النصيحة»، قيل: لمن يا رسول الله؟ قال: «لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم»“[1] (دین تو خیر خواہی کا نام ہے، دریافت ہوا: کس کی خیر خواہی یارسول اللہ (صلى الله عليه وآله وسلم)؟ فرمایا: اللہ تعالی کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عام مسلمانوں کے لئے)

رہا سوال اس مہینے میں عمرے کا تو اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ صحیحین میں ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے یہ ثابت ہے[2] کہ نبی اکرم (صلى الله عليه وآله وسلم) نے رجب میں عمرہ ادا فرمایا اور سلف صالحین بھی رجب میں عمرہ کیا کرتے تھے جیسا کہ حافظ ابن رجب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "اللطائف" میں عمر اور ان کے بیٹے اور عائشہ (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں ثابت فرمایا ہے، اسی طرح ابن سیرین (رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل فرمایا کہ: ”أن السلف كانوا يفعلون ذلك“ (سلف صالحین ایسا کیا کرتے تھے)۔ واللہ ولی التوفیق۔

---

[1] أخرجه مسلم في صحيحه في (الإيمان) برقم (٥٥).

[2] اس بارے میں راجح قول یہی ہے کہ رسول اللہ (صلى الله عليه وسلم) سے رجب میں عمرہ کرنا ثابت نہیں کیونکہ صحیحین میں حدیث ہے کہ مجاہد (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) مسجد (نبوی) میں داخل ہوئےتو دیکھا کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرے کے باہر تشریف فرما ہیں۔ ہم نے آپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ (صلى الله عليه وسلم) نے کتنے عمرے ادا فرمائے تھے تو آپ نے فرمایا کہ چار عمرے ادا فرمائے تھے جن میں سے ایک رجب میں تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپ کا رد کریں پس ہم نے ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی ان کے حجرے سے مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے عرض کی: اے والدہ اے ام المومنین! کیا آپ نے سنا جو ابو عبدالرحمن (ابن عمر) (رضی اللہ عنہما) فرمارہے ہیں؟ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا فرماتے ہیں وہ؟ انہوں نے بتایا کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلى الله عليه وسلم) نے چار عمرے ادا فرمائے تھے جن میں سے ایک رجب میں تھا۔ آپ (رضی اللہ عنہا)نے فرمایا اللہ تعالی ابو عبدالرحمن پر رحم فرمائےکیا ضروری ہے کہ جب بھی آپ (صلى الله عليه وسلم) نے عمرہ ادا فرمایا تو وہ (ابو عبدالرحمن) ان کے ساتھ تھے! نہیں، لہذا آپ (صلى الله عليه وسلم) نے کبھی بھی رجب میں عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ (متفق علیہ) اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) یہ بات سن رہے تھے پر انہوں نے ہاں یا نا کچھ نہیں فرمایا۔ امام نووی (رحمۃ اللہ علیہ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے انکار کرنے کے باوجود ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کا خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر یہ معاملہ مشتبہ ہوگیا تھا یا بھول گئے تھے یا شک میں پڑ گئے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی کتاب "مقدمہ فی اصول التفسیر" میں علل الحدیث کے علم کے بارے میں مثال دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ جیسے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کا یہ قول کہ رسول اللہ (صلى الله عليه وسلم) نے چار عمرے کئے جن میں سے ایک رجب میں تھا۔ چناچہ اس کی شرح کرتے ہوئے شیخ ابن عثیمین (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلى الله عليه وسلم) نے چار عمرے ادا فرمائے پہلا عمرہ حدیبیہ کا، دوسرا عمرہ قضاء کا، تیسرا عمرہ جعرانہ کا اور چوتھا عمرہ جو آپ (صلى الله عليه وسلم) کے حج کے ساتھ تھا کیونکہ آپ (صلى الله عليه وسلم) حجِ قارن ادا فرمارہےتھے۔ پس یہ چار عمرے تھے ان کے علاوہ آپ (صلى الله عليه وسلم) نے کبھی بھی عمرہ ادا نہیں فرمایا پس ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کا یہ قول کہ آپ (صلى الله عليه وسلم) نے رجب میں عمرہ ادا فرمایا یہ ان کاوہم ہے (رضی اللہ عنہما)۔ شیخ ابن باز (رحمۃ اللہ علیہ) کے شیخ اور سابق مفتئ اعظم سعودی عرب شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ: "رجب کے بعض ایام کو کسی بھی عمل کے لئے مخصوص کرنا جیسے زیارت وغیرہ کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ امام ابو شامہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "البدع والحوادث" میں بیان فرمایا کہ کسی عبادت کو کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کرنا جسے شریعت نے مخصوص نہ کیا ہو جائز نہیں کیونکہ کسی وقت کی دوسرے وقت پر کوئی فضلیت نہیں الا یہ کہ شریعت نے کسی خاص عمل کی یا بلاتخصیص کسی بھی عمل کی کسی خاص وقت میں فضلیت بیان فرمائی ہو۔ اسی وجہ سے رجب کو عمرے کے لئے خاص کرنے کا علماء کرام نے رد فرمایا ہے۔" (مترجم)

سوال: جب ماہِ رجب کی پہلی جمعرات آتی ہے تو لوگ قربانی کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو نہلاتے ہیں، اور اس نہلانے کے دوران کہتے ہیں کہ: "یا خمیس أول رجب نجنا من الحصبة والجرب" (اے ماہِ رجب کی پہلی جمعرات ہمیں حصبہ (خسرہ)[1] اور جرب (کُھجلی)[2] سے نجات عطاء فرما)، اور اس دن کو "کرامتِ رجب" کا نام دیتے ہیں، ہمیں اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں؟

جواب: یہ ایک منکر کام ہے جس کی کوئی اصل نہیں، بدعت ہے جائز نہیں۔ یا خمیس! (اے جمعرات) کہنا غیر اللہ کو پکارنا ہے اور غیر اللہ کو پکارنا شرکِ اکبر ہے۔ لہذا یہ بدعت ہے قطعاً جائز نہیں، اللہ تعالی ہم سب کو عافیت میں رکھے۔

سوال: میں نے پورے ماہِ رجب کی روزے رکھے کیا یہ بدعت ہے یا یہ صحیح عمل ہے؟

جواب: یہ بات شریعت سے ثابت نہیں، یہ تو جاہلیت کا عمل ہے[3] اسی لئے مشروع نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ لیکن اگر اس کے بعض ایام کے روزے رکھ لئے جائیں جیسے پیر اور جمعرات کا روزہ یا پھر ایامِ بیض[4] کا تو یہ اچھی بات ہے اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر اسے روزوں کے لئے مخصوص کیا جائے تو یہ مکروہ ہے۔

---

[1] کم عمر کے بچوں کی ایک قسم کی وبائی بیماری (Measles) جس میں دو تین دن کے بخار کے بعد بدن پر مہین دانوں کا جال سا نمودار ہوتا ہے۔ سخت بخار کے ساتھ عموماً کھانسی بھی ہوتی ہے لیکن مرض کا اصل سبب چیچک کی طرح کے مخصوص جراثیم (وائرس) کا حملہ ہوتا ہے۔ بعض حالات میں دوران مرض آنتوں کی سوزش بھی ہو جاتی ہے۔

"یہ (وائرس) ہمیشہ .... طرح طرح کی بیماریاں پھیلاتے ہیں مثلاً انسان میں زکام، پولیو، چیچک، خسرہ وغیرہ۔" (۱۹۸۵ء، حیاتیات، ۸۴) (مترجم)

[2] ایک متعدی بیماری (Scabies) جس میں سارے بدن پر سرخ مہین دانے نکل آتے ہیں، ان میں چُل اٹھتی ہے اور کھجانے سے پانی یا پیپ نکلتی ہے۔ ایک کو خشک یا سوکھی اور دوسری کو ترکھجلی کہتے ہیں۔ (مترجم)

[3] عمر (رضی اللہ عنہ) جاہلیت سے تشبیہ ہونے کی وجہ سے رجب کے روزوں سے روکتے تھے جیسا کہ خرشہ بن الحر سے روایت ہے کہ میں نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا رجبیوں (رجب کی تعظیم میں روزے رکھنے والوں) کے ہاتھوں پر مارتے یہاں تک کہ انہیں کھانے پر لاڈالتے اور فرماتے: "کلوا فإنما هو شهر كانت تعظمه الجاهلية" (کھاؤ، کیونکہ یہ وہی مہینہ ہے جس کی لوگ جاہلیت میں تعظیم کیا کرتے تھے) (الإرواء ۹۵۷ وقال الألباني : صحيح)

[4] ایامِ بیض یعنی روشن ایام جو کہ چاند کی تیرہ(۱۳)، چودہ(۱۴) اور پندرہ(۱۵) تاریخ ہوتی ہے، کیونکہ ان دنوں میں سورج غروب ہوتے ہی چاند طلوع ہوجاتا ہے، گویا سارے دن ورات ہی روشن رہتے ہیں۔ واللہ اعلم (مترجم)

سوال: یہ ایک پینتیس (۳۵) سال کی خاتون ہیں جو روزہ نماز کی پابند ہیں، اور یہ ماہِ شوال، رجب اور شعبان کے روزے رکھتی ہیں، لیکن اس کے مخصوص ایام ان تینوں مہینے کے روزے رکھنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں، پس کیا ان تینوں مہینے میں روزے رکھنے واجب ہیں یا پھر فقط ان کے کچھ دنوں میں رکھ لئے جائیں؟ جزاکم اللہ خیراً

جواب: مخصوص ایام میں روزے نہیں رکھنے چاہیے نہ رمضان میں اور نہ ہی اس کے علاوہ، اور اگر اس نے مخصوص ایام کی حالت میں شعبان میں روزہ رکھا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ افطاری کرلے۔ اسی طرح رمضان میں بھی اسے چاہیے کہ روزہ چھوڑ دے اور بعد میں اس کے بدلے اس کی قضاء ادا کرے۔ لیکن جہاں تک تعلق ہے شعبان اور رجب وغیرہ کے روزوں کا تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ رجب و شعبان کے روزے رکھے مگر مخصوص ایام کے روزے چھوڑ دے۔ لیکن اگر رمضان میں مخصوص ایام کی وجہ سے روزے چھوڑے تو اس کی قضاء واجب ہے، اور اگر وہ مانعِ حیض گولیاں وغیرہ استعمال کرتی ہے رمضان یا حج وغیرہ کے لئے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ افضل یہی ہے کہ پورے ماہِ رجب کے روزے نہ رکھے جائیں، لیکن اگر پیر و جمعرات یا ایامِ بیض (تیرہ، چودہ، پندرہ) کے روزے رکھے جائیں تو یہ اچھی بات ہے صرف رجب ہی میں نہیں بلکہ تمام مہینوں میں۔ البتہ ماہِ رجب کو روزے کے لئے مخصوص کرنے کو اہلِ علم کی ایک جماعت نے مکروہ قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ شعبان کے روزے ملا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ رجب کے علاوہ کسی بھی مہینے میں اپنی سہولت و فراغت کے مطابق روزے رکھے جائیں تو کوئی حرج نہیں جیسے محرم وغیرہ کے روزے، لیکن اگر مخصوص ایام (ماہواری) جاری ہوں تو روزہ نہ رکھے، نہ رمضان میں اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی مہینے میں، کیونکہ ایامِ حیض و نفاس روزے رکھنے کا موقع نہیں۔

[سماحۃ الشیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کی ویب سائٹ سے لئے گئے فتاوی]